دین کے تین اہم اصول

مع مختصر مسائل نماز

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی رحمہ اللہ

مترجم

ابو عدنان محمد منیر قمر

ناشرین

توحید پبلیکیشنز، بنگلور

احیاء ملٹی میڈیا، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دین کے تین اہم اُصول

مع مختصر مسائلِ نماز

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ

مترجم

ابوعدنان محمد منیر قمر

ناشرین

توحید پبلیکیشنز، بنگلور

احیاء مَلٹی میڈیا، ممبئی

نامِ کتاب	دین کے تین اہم اُصول مع مختصر مسائلِ نماز
تالیف	شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ
مترجم	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
کمپوزنگ	شبانہ غازی
طبع اول تا ہفتم	سعودی دارالافتاء ومراکزِ جالیات وغیرہ
	۱۴۱۲ھ تا ۱۴۲۲ھ / ۱۹۹۱ء تا ۲۰۰۱ء
طبع ہشتم	۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء
ناشرین	توحید پبلیکیشنز، بنگلور واحیاء ملٹی میڈیا، ممبئی

ہندوستان میں ملنے کے پتے

توحید پبلیکیشنز، ایس.آر.کے.گارڈن
بنگلور۔فون.۶۶۵۰۶۱۸

2- چار مینار بک سنٹر
چار مینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۱

3- میسور، فون.۴۹۲۱۲۹

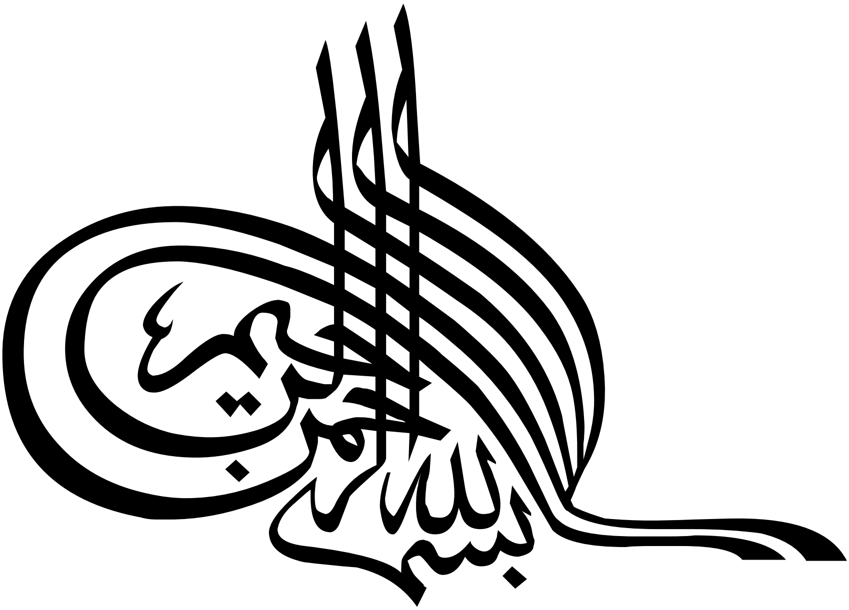
4- یم۔ین۔آر۔بکالی
پوسٹ باکس نمبر ۶۱۴۸۱۔ ماہم
ممبئی۔۴۰۰ ۰۱۶، فون

رابطہ: E-Mail:tawheed_pbs@hotmail.com

فہرستِ مضامین

پہلا رسالہ: تین اہم اصولِ دین

دوسرا رسالہ: مختصر مسائلِ نماز


بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز
(طبع اول)

دینِ اسلام جو زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل ہے، اُس کی تبلیغ و اشاعت کے لیئے اللہ تعالیٰ نے حضرات الانبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ لوگوں کے لیئے اس سے لاعلمی کا عذر باقی نہ رہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ **(سورة النسآء:١٦٥)**

"سب رسولوں کو (اللہ تعالیٰ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تا کہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر کسی قسم کے الزام کا موقع نہ رہے۔"

نبیٔ آخر الزمان ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیئے بند ہو چکا ہے، اس لیئے اب علماءِ حق کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اس مقدّس مشن کو زندہ رکھیں اور لوگوں کو دینِ اسلام سے روشناس کرائیں۔

زیرِ نظر کتاب اِسی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیئے شائع کی جا رہی ہے، جو شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی رحمۂ اللہ کی تالیف کردہ ہے اور اسکا رواں دواں اردو ترجمہ ہمارے فاضل دوست مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی نے کیا ہے۔

یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں تین اہم دینی اصول، تفصیل سے بیان کیئے گئے ہیں، جبکہ دوسرے حصہ میں دینِ اسلام کے اہم رکن اور ستون "نماز" کے ضروری مسائل کو اختصار کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

دارالعلوم الاسلامیہ چکی، پنڈی گیپ، ضلع اٹک کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ادارہ کو ثمر آور کرے اور ہم سب کو کتاب کے مندرجات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

ع

''ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد''

العبد المذنب

حافظ محمد اسلم ۱۴۱۲ھ

رئیس دارالعلوم الاسلامیہ ۱۹۹۱ء

چکی، پنڈی گیپ، ضلع اٹک (پاکستان)

وداعیہ مرکز الدعوۃ والارشاد، مقیم شارجہ

(متحدہ عرب امارات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ ،وَ نَعُوْذُ بِا للّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَا لِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘،وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَه‘، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَاشَرِيْكَ لَه‘، وَ اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ .اَمَّا بَعْدُ: [1]

حدیثِ شریف میں مذکور ہے کہ میت کو قبر میں دفن کر دینے کے بعد اس کے پاس دو فرشتے ”منکر اور نکیر“ آتے ہیں اور اس سے جو تین سوال پوچھتے ہیں، جن کے صحیح جوابات دینے والا نجات کا مستحق ہوتا ہے، وہ یہ ہیں۔

❶ مَنْ رَبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟

❷ مَنْ نَّبِيُّكَ؟ تیرا نبی کون ہے؟

❸ مَادِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

قارئینِ کرام! یہ کس قدر عجیب امتحان ہے کہ امتحان گاہ میں داخل ہونے سے ہزارہا برس پہلے ہی سوالات بتا دیئے گئے ہیں تا کہ تیاری میں آسانی رہے۔

مگر صاحبو! زیادہ خوش فہمی کا شکار بھی نہ ہو جانا۔ درحقیقت یہ امتحان ہمارے سکولوں کالجوں کے امتحانات سے یکسر مختلف ہے۔ ان سوالات کے جوابات صرف زبانی رٹنے سے یاد نہیں ہوتے بلکہ عملی زندگی میں اپنانے سے ازبر ہوتے ہیں، ورنہ جس نے ان سوالات کے مدعا پر کبھی غور نہیں کیا، ان کے مطلوب پر عمل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کے احکامات، نبی ﷺ کے ارشادات

[1] یہ پیش لفظ طبع اوّل کیلئے لکھا گیا تھا جسے معمولی ترمیم اور اضافوں کے ساتھ طبع ہشتم میں بھی شامل کیا جا رہا ہے۔(ابوعدنان)

اور دینِ اسلام کی تعلیمات کو نہیں اپنایا، بلکہ صرف برائے نام ہی مسلمان رہا، اس سے جب یہی سوالات پوچھے جائیں گے تو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، وہ کہے گا۔

((هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لَا أَدْرِيْ))

''افسوس صد افسوس کہ میں نہیں جانتا۔''

اور اس جواب والے شخص کا نتیجہ کیا ہوگا؟ فیل یا پاس؟ اس کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ اس کے برعکس جس شخص نے اس دنیاوی زندگی میں اللہ و رسول ﷺ اور دین کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنایا ہوا ہے' اس سے جب یہی سوالات پوچھے جائیں گے تو وہ فرفریہ جواب دیتا جائیگا:

رَبِّيَ اللّٰه — میرا رب اللہ ہے۔

نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ — میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ — میرا دین اسلام ہے۔

ان صحیح صحیح جوابات والے شخص کے ہائی فرسٹ ڈویژن کے ساتھ پاس ہونے میں کسے شک ہوسکتا ہے؟ اور یہی نجاح وفلاح مسلمان کا مطلوب ومقصود ہے۔

زیرِ نظر کتاب کا نصفِ اول- تین اہم اصول -- انہی تین سوالوں کے تفصیلی جوابات پر مشتمل ہے، جبکہ نصفِ ثانی - مختصر مسائلِ نماز --- کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں اسلام کے ایک اہم ستون ''نماز'' کے ضروری مسائل کا مختصر ذکر ہے۔

نماز اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے اہم رکن ہے اور اس کی اہمیت یہی کیا کم ہے کہ پتّا پانی کرنے والے روزِ محشر میں سب سے پہلے اسی کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ؎

روزِ محشر کہ جان گداز بود — اولین پرسش نماز بود

یہ کتاب عظیم مجدّد و مصلح شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی رحمۂ اللہ کی دو عربی تالیفات ''الاصول الثلاثة وادلتها'' اور ''شروط الصلوٰة'' کا اردو ترجمہ ہے۔ فاضل دوست جناب حافظ محمد اسلم صاحب رکن دعوت وارشاد سنٹر (مقیم شارجہ) نے خواہش ظاہر کی کہ

اس کا ترجمہ کردیں تاکہ سکول کے طلبہ واساتذہ اور عربی سے ناآشنا عوام النّاس اس سے استفادہ کرسکیں، لہٰذا تعمیلِ ارشاد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.﴾

اس کتاب کا پہلا حصّہ ''دین کے تین اہم اصول'' سب سے پہلے سعودی عرب کے دارالافتاء نے ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱ء میں چھاپا۔ اسکے بعدا سے الریاض، القصیم، الخبر (السعودیہ) اور ضلع اٹک (پاکستان) کے کئی دعوتی وتبلیغی اور تعلیمی وتدریسی اداروں (مکاتب ومراکز دعوۃ الجالیات اور جامعات) نے شائع کیا اور پھر وزارتِ امورِ اسلامیہ واوقاف اور دعوت وارشاد نے بھی اسے شائع کیا ہے۔اور آج تک اسکے مختلف جگہوں سے آٹھ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمِنْهُ الْقُبُوْلُ.

شروع کے ایڈیشنوں میں راقم کا نام بھی بطورِ مترجم شائع ہوتا رہا اور جب وزارتِ امورِ اسلامیہ نے اپنی طرف سے اس کتاب کو چھاپا تو انھوں نے اور پھر اُنہی سے اخذ کرتے ہوئے جالیات الربوۃ (الریاض) اور جالیات الخبر نے بھی پتہ نہیں مترجم کا نام کیوں حذف کردیا؟ جبکہ شیخ الاسلامؒ اردو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی یہ کتاب اردو میں لکھی گئی تھی۔

اب اس زیرِ نظر ایڈیشن کو مکتبہ کتاب وسنّت ریحان چیمہ (سیالکوٹ) اور توحید پبلیکیشنز (بنگلور) شائع کرکے آپ کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔اس نئے ایڈیشن میں بھی ہم افادۂ عام کی غرض سے شیخ الاسلام کی دونوں کتابوں کو یکجا شائع کررہے ہیں۔

پہلی کتاب میں کہیں کہیں اور دوسری کتاب میں بکثرت حواشی لگا کر دونوں کتب کی تفہیم وتشریح کی کوشش کی گئی ہے،لیکن مختصر حواشی متن کے اندر ہی قوسین (۔۔۔) اور بڑے یا طویل حواشی (☆۔۔☆) کے مابین دے دیئے ہیں تاکہ تسلسل قائم رہے اور مؤلفؒ کے کلام سے الگ بھی رہیں۔ان حواشی کے سلسلہ میں ہم نے شیخ محمد منیر الدمشقیؒ کی تعلیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَیْراً۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مؤلف ومترجم اور ناشرین کے اس عمل کوشرفِ قبولیت سے نوازے اور انکے لیئے اسے ثوابِ دارین کا ذریعہ بنائے۔آمین

المحکمۃ الکبریٰ،الخبر ،سعودی عرب
۲۰/محرّم ۱۴۲۴ھ
۲۴/مارچ ۲۰۰۳ء

ابوعمران محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر ،
داعیہ متعاون،مراکزِ دعوت وارشاد
الدمام،الخبر ،الظہران

پہلا رسالہ ❖ تین اہم اصولِ دین

تمہید

قارئینِ کرام!

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیجیئے کہ ہم پر درج ذیل چار مسائل کا علم حاصل کرنا نہایئت ضروری وواجب ہے:

پہلا مسئلہ ❖ حصولِ علم ومعرفت

اللہ تعالیٰ، اُس کے نبی ﷺ اور دینِ اسلام کا دلائل کے ساتھ علم ومعرفت حاصل کرنا۔

دوسرا مسئلہ ❖ عمل

حاصل کردہ علمِ دین پر عمل پیرا ہونا۔

تیسرا مسئلہ ❖ دعوت

اِس (دینِ اسلام) کی طرف دعوت دینا۔

چوتھا مسئلہ ❖ صبرواستقامت

دعوتِ دین میں پیش آمدہ مشکلات ومصائب پر صبر و استقامت اختیار کرنا، اوران مسائل کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝وَالْعَصْرِ۝اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۝﴾ (سورة العصر)

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ زمانے کی قسم، انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ کا اِس سورۃ العصر کے متعلق ارشاد ہے ۔

[لَوْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ حُجَّةً عَلٰى خَلْقِهٖ اِلَّا هٰذِهٖ السُّوْرَةَ لَكَفَتْهُمْ]

''اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بطورِ حجّت صرف اسی ایک سورت کو نازل فرماتا تو یہ ان کی ہدایت کے لیئے کافی ہوتی۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ نے بخاری شریف (کتاب العلم) میں ایک باب کی ابتداء یوں کی ہے ۔

[بَابٌ اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ (محمد: ۱۹) فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ (قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ)]

''قول وعمل سے قبل حصولِ علم کا بیان، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:'' جان لیجیئے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قول وعمل سے پہلے علم کا ذکر کیا ہے۔'' (بخاری، کتاب العلم، ص۲۰، دارالسلام)

قارئینِ کرام! اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ، یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ مندرجہ ذیل تین مسائل کا علم حاصل کرنا اوران پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے:

پہلا مسئلہ ❖ اطاعتِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، رزق عطا فرمایا اور یوں ہی ہمیں بے کار نہیں چھوڑا بلکہ ہماری طرف اپنا رسول ﷺ بھیجا۔جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کے احکام سے سرتابی وسرکشی کی وہ جہنمی ہوگیا۔اور اسکی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا اَرۡسَلۡنَا اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاهِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَا اَرۡسَلۡنَا اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ؁ فَعَصٰی فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِیۡلًا﴾

(المزمل : ۱۵تا۱۶)

"تم لوگوں کے پاس ہم نے اُسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اُس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔"

دوسرا مسئلہ ❖ ترکِ شرک

اللہ تعالیٰ کو یہ بات قطعًا نا گوار ہے کہ اُس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کیا جائے، نہ کسی مقرّب فرشتے کو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کسی نبی کو، اور اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجنّ : ۱۸)

"اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیئے ہیں، لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔"

تیسرا مسئلہ ❖ مشرکین سے لاتعلقی

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت و یکتائی کو بھی تسلیم کیا، اس کے لیئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے راہ ورسم اور رشتہ وناطہ رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ دنیوی رشتہ کے اعتبار سے کتنے ہی قریبی کیوں نہ ہوں۔ اور اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَهُمۡ

أُولَٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ أُولَٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(المجادلة : ٢٢)

''تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جولوگ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی یا اُن کے اہلِ خاندان ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا ہے اوران (کے قلب کو) اپنے فیض سے قوت بخشی ہے اوروہ ان کو ایسی جنّتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ، وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں ۔خبردار رہو! اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں ۔''

قارئینِ کرام!

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف آپ کی راہنمائی کرے، یہ بات بھی بخوبی سمجھ لیں کہ آپ پورے اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، یہی حنیفیّت اورملت ودینِ ابراہیمی ہے ۔اوراسی کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے ۔اوراسی غرض کے لیئے جنّ وانس کو پیدا فرمایا ہے ۔جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝﴾ (الذاريات: ٥٦)

''میں نے جنّ اورانسانوں کو اِس کے سوا کسی کام کے لیئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں ۔''

یَعْبُدُوْنَ کا معنیٰ ومفہوم یہ ہے کہ:

" میری وحدانیّت و یکتائی کو دل وجان سے قبول کریں"

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے، ان میں سے سب سے ارفع واعلی چیز ''توحید'' ہے، جو ہر قسم کی عبادات صرف اللہ واحد کے لیئے بجالانے کا دوسرا نام ہے۔ اور جن امور سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے، ان میں سے سب سے بڑا شرک ہے۔ جو غیر اللہ کو اپنی نداء ودعاء میں اس کے ساتھ شامل کر لینے کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ گرامی ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (سورة النسآء:٣٦)

''اور تم سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

اصولِ دین

اگر آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر انسان پر واجب وضروری ہے ؟ تو کہہ دیجیئے:

① بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ الٰہی)

② اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ دین)

③ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ رسول ﷺ)

پہلا اصول ❖ معرفتِ الٰہی

اگر آپ سے استفسار کیا جائے کہ آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہہ دیجیئے کہ میرا رب اللہ ہے، جس نے اپنے فضل وکرم سے میری اور تمام جہانوں کی تخلیق و پرورش کی۔ وہی میرا معبود ہے اس کے سوا میرا دوسرا کوئی معبود نہیں، اور اس کی ربوبیت و پروردگاری کی دلیل یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحة : ١)

''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے
اور پالنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے سوا ہر چیز عالَم (جہان) ہے اور میں اس عالَم کا ایک فرد ہوں۔

اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا؟ تو کہہ دیجیئے کہ اس کی آیات (نشانیوں) اور مخلوقات کے ذریعے سے پہچانا ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے دن' رات' سورج اور چاند کا وجود ہے، اور اس کی مخلوقات میں ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں اور جو کچھ اِن سب کے اندر اور ان کے مابین ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی دلیل، اُس کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَاتَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾

(حمٓ السجدۃ:۳۷)

''اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ دن اور رات اور سورج اور چاند۔
سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔
اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔''

اور اس کی مخلوقات کی دلیل اس کا یہ فرمان ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ' يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ' اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ' تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(الاعراف:۵۴)

''درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں
میں پیدا کیا اور پھر اپنے عرشِ بریں پر جلوہ فرما ہوا، جو رات کو دن پر

ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج' چاند اور ستارے پیدا کیئے' سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی سب مخلوق ہے اور اسی کا حکم جاری ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پرودگار۔''

ربِ کائنات ہی لائقِ عبادت اور معبودِ برحق ہے۔ اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَاءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○﴾ (البقرۃ : ۲۱۔۲۲)

''لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں اُن سب کا خالق ہے ۔ عجب نہیں کہ تم (دوزخ سے) بچ جاؤ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لیئے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اُس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیئے رزق بہم پہنچایا پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِ مقابل نہ ٹھہراؤ۔''

امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

[اَلْخَالِقُ لِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ هُوَ الْمُسْتَحَقُّ لِلْعِبَادَةِ] [۲]

''ان تمام مذکورہ اشیاء کا خالق (پیدا کرنے والا) ہی ہر قسم کی عبادت کا صحیح حقدار ہے۔''

[۲] تفسیر ابن کثیر ۱/۵۷ طبع مصر

اقسامِ عبادت

اللہ تعالیٰ نے جن انواع وا قسامِ عبادت کو بجالانے کا حکم دیا ہے مثلاً: اسلام' ایمان' احسان، دعاء وخوف' امید ورجاء، توکّل ، رغبت و رہبت (ڈر)' خشوع وخشیت' استعانت واستعاذہ (پناہ طلبی)' استغاثۂ ذبح وقربانی، نذر ومنّت اور اِن کے علاوہ دوسری عبادتیں بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اوراس بات کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًاo﴾ (الجنّ :١٨)

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیئے ہیں، لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔''

جس کسی نے اِن مذکورہ بالاعبادات میں سے کسی بھی عبادت کو کسی غیراللہ (فرشتے' نبی' ولی اور پیرومرشد) کے لیئے کیا، وہ مشرک وکافر ہے، اوراس کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہ' بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہ' عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہ' لَا یُفْلِحُ الْکَافِرُوْنَo﴾ (المومنون :١١٧)

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کے لیئے اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔''

مذکورہ اقسام کے عبادت ہونے کے دلائل

''دعاء'' کے عبادت ہونے کی دلیل حدیثِ پاک میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((ا لدعاء مخ العبادة)) [۳]

[۳] ترمذی، کتاب الدعوات، باب فضل الدعاء، حدیث غریب۔

''دعاءعبادت کا مغز (اصل) ہے۔'' [4]

اورقرآن پاک میں ''دعاء'' کےعبادت ہونے کی دلیل یہ فرمانِ ربانی ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ۝﴾ (المؤمن:٦٠)

''تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہوکر جہنم میں داخل ہونگے۔''

''خوف'' کےعبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

''پس تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا، اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔''

''امید ورجاء'' کےعبادت ہونے کی دلیل یہ آیتِ قرآنی ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۝﴾ (الکھف: ۱۱۰)

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اُسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔''

''توکّل'' کےعبادتِ الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ (المائدة: ۲۳)

''اوراللہ پر بھروسہ (توکّل) رکھو، اگر تم مؤمن ہو۔''

---

[4] جبکہ ایک صحیح حدیث میں ہے: ((الدعاء هو العبادة)) ''دعاءعین عبادت ہے۔''
(مسند احمد وابویعلیٰ، مصنّف ابن ابی شیبہ، الادب المفرد بخاری، سنن اربعہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، صحیح سنن ابی داؤد: ۱۳۲۹، مشکوٰۃ: ۲۲۳۰، صحیح الجامع: ۳۴۰۸، ارواء الغلیل: ۲۲۴)

قرآن پاک کے ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۝﴾ (الطلاق:۳)

''اور جو اللہ پر بھروسہ کرے، اس کے لیئے وہ کافی ہے۔''

''رغبت ورہبت یا ڈر اور خشوع '' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء:۹۰)

''یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے، اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔''

''خشیت وخوف'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۝﴾ (البقرۃ : ۱۵۰)

''تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔''

''انابت ورجوع'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ۝﴾ (الزمر : ۵۴)

''اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اس کے۔''

''استعانت ومدد طلبی'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ (الفاتحۃ : ۵)

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

حدیثِ شریف میں ''استعانت'' کے عبادت ہونے کے متعلق یہ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیّن دلیل ہے:

((اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) [۵]

[۵] ترمذی:۴/۵۷۵۔حسن صحیح، مسند احمد ۱/۲۹۳

''جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔''

''استعاذہ''(پناہ طلبی) کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِo مَلِكِ النَّاسِ o﴾ (النّاس : ۱۔۲)

''کہو: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب' انسانوں کے بادشاہ (اللہ) کی۔''

''استغاثہ ''(فریاد کرنے) کے عبادتِ الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمانِ ربانی ہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْo ﴾ (الانفال :۹)

''(اُس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔''

''ذبح وقربانی'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیتِ قرآنی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

(الانعام : ۱۶۲۔۱۶۳)

''کہو: میری نماز' میرے تمام مراسمِ عبودیت (قربانی) میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ ربُّ العالمین کے لیئے ہے، جسکا کوئی شریک نہیں، اِسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سرِ اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔''

اور حدیثِ پاک میں اس کی دلیل یہ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) [٦]

''جس نے کسی غیر اللہ (نبی' ولی' پیرومرشد، صاحبِ مزار) کے تقرّب کے لیئے جانور ذبح کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔''

''نذر'' کے عبادتِ الٰہی ہونے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

[٦] مختصر مسلم بتحقیق البانی:۱۲۶۱

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (الدهر: ۷)

''(ابرار وہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔''

دوسرا اصول ❖ معرفتِ دین (اسلام کو دلائل کے ساتھ جاننا)

توحیدِ الٰہی کو دل و جان سے اپناتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مطیع و سپرد کر دینے، اُس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا تابع فرمان رہنے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ ٹھہرانے کا نام ''دین'' ہے۔

درجات ومراتبِ دین

دین کے تین درجے ہیں ① اسلام ② ایمان ③ احسان

اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں:

پہلا درجہ ❖ اسلام اور اس کے ارکان

اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

❶ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ❷ نماز قائم کرنا۔ ❸ زکوۃ ادا کرنا۔ ❹ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ ❺ بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

دلائلِ ارکانِ اسلام

❖ شہادتِ توحید

شہادتِ توحید (اللہ تعالیٰ کے معبودِ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے) کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَآئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (اٰل عمران: ۱۸)

''اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور (یہی شہادت) سب فرشتوں اور سب اہلِ علم نے بھی دی ہے، وہ انصاف پر قائم ہے، اُس زبردست حکیم کے سوافی الواقع کوئی لائقِ عبادت نہیں۔''

شہادتِ توحید کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ''**لَا اِلٰه**''میں ہر اُس چیز کی نفی ہے جسکی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اور ''**اِلَّا اللّٰهُ**'' میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات ہے کہ اُس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، بالکل اُسی طرح جیسا کہ اُس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک یا حصہ دار نہیں۔اس شہادت کی تفسیر وتشریح اللہ تعالیٰ ہی کے اُن فرامین میں واضح طور پر موجود ہے جن میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ o وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ o﴾ (الزخرف:۲۶۔۲۸)

''اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا:'' تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، میرا تعلق صرف اُس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری راہنمائی کرے گا''۔اور ابراہیم یہی کلمہ (عقیدہ) اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔''

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ o﴾ (آل عمران:۶۴)

''آپ فرما دیجیئے، اے اہلِ کتاب! آ ؤ ایک ایسی بات کی طرف جو

ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنالے۔ اِس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دیجیئے کہ آپ لوگ گواہ رہو' ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں۔"

❖ شہادت واقرارِ رسالت

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ٥﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

"دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اُس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ خواہشمند ہے، ایمان والوں کے لیئے وہ بڑا شفیق اور رحیم ہے۔"

حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی شہادت دینے کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے، آپ ﷺ نے جو خبر دی، اس کی تصدیق کی جائے، آپ ﷺ نے جن امور سے روکا اور منع کیا ہے، ان سے قطعی اجتناب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف جائز ومشروع طریقہ سے ہی کی جائے۔

نماز' زکوۃ اور تفسیر توحید کی مشترکہ دلیل خالقِ کائنات کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذَالِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینة: ۵)

"اور اُن کو اِس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں' اپنے دین کو اس کے لیئے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔''

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o﴾ (البقرة:۱۸۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیئے گئے تھے، اس سے توقع ہے کہ تم میں تقوی کی صفت پیدا ہو گی۔''

بیت اللہ شریف کا حج کرنے کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَo﴾ (آل عمران:۹۷)

''لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

دوسرا درجہ ❖ ایمان اور اس کے ارکان

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''ایمان کے (ساٹھ) ستّر سے بھی کچھ زیادہ شعبے ہیں، جن میں سے اعلیٰ ترین درجہ ''**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**'' (اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں) کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ درجۂ ایمان راستے سے ایذاء و ضرر رساں چیز (کانٹے وغیرہ) کو ہٹانا ہے۔''

اور اس حدیث کے آخر میں ہے:

((وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ)) (صحیح بخاری و مسلم)

''اور شرم و حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''

❖ ارکانِ ایمان

❖ ایمان کے چھ ارکان ہیں

① اللہ پر ایمان لانا۔
② اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔
③ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔
④ اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔
⑤ روزِ قیامت پر ایمان لانا۔
⑥ اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لانا۔

❖ دلائلِ ارکانِ ایمان

ایمان کے اِن چھ ارکان میں سے پہلے پانچ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾

(البقرة : ۱۷۷)

”نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیئے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یومِ آخرت اور فرشتوں پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان و یقین رکھے۔“

اور چھٹے رکن ”تقدیرِ خیر وشر“ یعنی اچھی و بری تقدیر کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:۴۹)

”ہم نے ہر چیز ایک تقدیر و اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے۔“

تیسرا درجہ ❖ احسان

احسان کا ایک ہی رکن ہے کہ آپ اللہ کی عبادت (اس خشوع وخضوع اور انابت و رجوع) سے کریں کہ گویا آپ اُسے بچشمِ خود دیکھ رہے ہیں، اور اگر آپ اس مقام کو نہیں پا سکتے کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم یہ تو ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

❖ دلائلِ احسان

احسان کے قرآنی دلائل درج ذیل آیاتِ مبارکہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ﴾ (النحل:۱۲۸)

''اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور جو عبادتیں اچھی طرح کرتے ہیں۔''

دیگر فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾

(الشعرآء:۲۱۷ تا ۲۲۰)

''اور اُس زبردست اور رحیم پر توکّل رکھیئے جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ اٹھتے ہیں، اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کی نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے، وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔''

ایک ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ﴾ (یونس:۶۱)

''(اے نبی ﷺ!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہوں، اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہوں اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو، اس سب کے دوران ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں۔''

اور دین کے ان تین درجات پر سنت سے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مشہور حدیث ہے جو ''حدیثِ جبرائیل'' علیہ السلام کے نام سے معروف ہے، جسمیں ہے:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ

ﷺ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدٌ بَيَاضِ الثِّيَابِ ' شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ ' لَايُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ فَجَلَسَ اِلٰى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ!اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ؟ فَقَالَ: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ 'وَ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، قَالَ:صَدَقْتَ ' فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ 'قَالَ: اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ؟ قَالَ: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ ' قَالَ: اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ ؟ قَالَ: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ ' فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ' قَالَ: اَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: اَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا ؟ قَالَ: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَاوَاَنْ تَرٰى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَّةَ رُعَاءَ الشَّاهِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى الْبُنْيَانِ' قَالَ: فَمَضٰى فَلَبِثْنَا مَلِياً قَالَ: يَا عُمَرُ! اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّائِلِ؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ:هٰذَا جِبْرِيْلَ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ))

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

''حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی ہماری مجلس میں وارد ہوا،جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے،اُس پر سفر کر کے آنے کی کوئی علامت (گرد وغبار اور پراگندگی) نہ تھی اور وہ ہم سے اسے کوئی جانتا بھی نہیں تھا،وہ نبی ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر

اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھکر دوزانو ہوکر باادب طریقہ سے بیٹھ گیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ! مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اور یہ کہ آپ نماز قائم کریں، اور زکوۃ ادا کریں، رمضان المبارک کے روزے رکھیں اور اگر زادِ راہ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کریں۔'' اُس نو وارد نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم اُس کی بات پر بہت متعجّب ہوئے کہ پہلے تو آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے پھر خود ہی تصدیق بھی کررہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: مجھے بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ قیامت اور تقدیرِ خیر و شر پر مکمل ایمان رکھیں۔'' تب اس نے کہا: مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اِس خشوع وخضوع اور انابت ورجوع سے کریں کہ گویا آپ اللہ تعالیٰ کو بچشمِ خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس رتبۂ بلند کو نہیں پاسکتے تو کم از کم یہ عالَم تو ضرور ہی ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔'' اس کے بعد اس نے کہا: مجھے آپ ﷺ یہ بتائیں کہ قیامت کب آنے والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ وقوعِ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔'' تب اس نے کہا: علاماتِ قیامت ہی بتادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ (۲) آپ دیکھیں گے کہ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چراتے

پھرنے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔ ے

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اتنی باتیں کرنے اور سن لینے کے بعد وہ نوارد تو چلا گیا مگر ہم تھوڑی دیر تک سراسیمہ و خاموش بیٹھے رہے، تب رسول ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ نووارد سائل کون تھا؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے بتایا کہ ''یہ جبرائیل امین علیہ السلام تھے جو ایک اجنبی کی شکل میں تمہیں امورِ دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔''

تیسرا اصول ❖ معرفتِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ ۸

بنی ہاشم قبیلۂ قریش سے، اور قریش عرب سے اور عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما و علیٰ نبیّنا افضل الصلوٰۃ و السلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ ﷺ نے جملہ تریسٹھ برس عمرِ شریف پائی، جن میں سے چالیس برس بعثت ونبوت سے

ے ❖ لونڈی کا اپنے آقا (لڑکا یا لڑکی) کو جنم دینا اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ اہم امور کی ذمہ داری نا اہل لوگوں کو سونپ دی جائے گی، اور اربابِ حل وعقد اور اصحابِ بست وکشاد وہ لوگ بن بیٹھیں گے جو ان امور کے قطعی اہل نہ ہونگے۔

❖ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چرانے والے لوگوں کا بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گھٹیا وسفلہ اور ذلیل قسم کے لوگ اہلِ فن وہنر اور اصحابِ فضل وکمال پر غالب آجائیں گے۔
واللہ اعلم

۸ نبی ﷺ کا شجرۂ نسب یوں ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

تمام اہلِ تاریخ وسیرت کا یہاں تک اتفاق ہے، اور اس سے آگے اختلافات شروع ہوجاتے ہیں۔

پہلے اور تیئس سال بحیثیت نبی ورسول گزارے۔ آپ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ آپ ﷺ کو ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o﴾ (العلق:۱) کے نزول کے ساتھ شرفِ نبوت حاصل ہوا اور ﴿ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o﴾ (المدثر:۱۔۲) کے نزول کے ساتھ بارِ رسالت سے مشرّف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی دعوت دینے کے لیئے مبعوث فرمایا۔ اور اس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَاالْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ o وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ o وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ o وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ o وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ ﴾

(المدثر: ۱ تا ۷)

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے! اٹھو اور خبردار کرو، اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو اور احسان نہ جتلاؤ زیادہ حاصل کرنے کے لیئے اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔''

❖ شرح مفردات

﴿قُمْ فَاَنْذِرْ﴾: آپ (ﷺ) ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی دعوت دیں۔

﴿وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ﴾ : توحید کے ساتھ اللہ کی عظمت بیان کریں۔

﴿وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ﴾: اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ﴾ : الرُّجْزَ کا معنیٰ اصنام (بت) اور فَاھْجُرْ (ان سے ہجرت کرو) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ (ﷺ) ان سے دور رہے ہیں، اسی طرح ان کے بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہیں، اور ان اصنام اور ان کے پرستار مشرکوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کریں ہے۔ آپ ﷺ نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صرف کیئے اور لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے۔ دس سال کے بعد آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر (معراج) کرائی گئی اور آپ ﷺ پر پنجگانہ نماز فرض کی گئی۔ پھر آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کی

طرف ہجرت کر جانے کا حکم مل گیا۔اور بلدِ شرک سے بلدِ اسلام کی طرف منتقل ہو جانے کا نام ہجرت ہے،اور یہ بلدِ شرک سے بلدِ اسلام کی طرف نقل مکانی اور ہجرت کرنا اس امتِ محمد یہ پر فرض ہے،اور یہ فریضہ قیامت تک باقی ہے۔اس بات کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا o اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا o فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا o ﴾ (النساء : ۹۷ تا ۹۹)

”جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے، اُن کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے۔فرشتوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کردے۔اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔“

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ o ﴾

(العنکبوت:۵۶)

”اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔“

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے سبب وشانِ نزول کے بارے میں کہا ہے:

''یہ آیت اُن مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ شریف میں رہ گئے اور انھوں نے ہجرت نہ کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اہلِ ایمان کے نام سے نداء دی اور پکارا ہے''۔

اور حدیثِ پاک سے ہجرت کی دلیل رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((لَاتَنْقَطِعُ الْھِجْرَۃُ حَتّٰی تَنْقَطِعَ التَّوْبَۃُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَۃُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا))[9]

''جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا تب تک ہجرت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔ جبکہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے (بروزِ قیامت) طلوع نہیں ہوتا۔''

(☆علاّمہ مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق میں یہ روایت ابن عساکر کی طرف ان الفاظ میں منسوب کی ہے:

[لَا تَنْقَطِعُ الْھِجْرَۃُ مَادَامَ الْعَدُوُّ یُقَاتِلُ]

''ہجرت کا سلسلہ اُس وقت تک منقطع نہیں ہوگا جب تک دشمن سے آمنا سامنا رہے گا۔''

اور انھوں نے امام احمد بن حنبلؒ کی طرف ان الفاظ میں بھی یہ روایت منسوب کی ہے:

((اَلْھِجْرَۃُ بَاقِیَۃٌ مَا قُوْتِلَ الْکُفَّارُ))

''اُس وقت تک ہجرت باقی رہے گی جب تک کفار سے جنگ رہے گی''۔

[جب تک وہ قوّت وصولت میں زیادہ رہیں گے۔] ☆)

---

[9] مسند احمد ۱/۱۹۲، ابو دائود: کتاب الجہاد، للسنن دارمی: کتاب السیر، مشکوٰۃ: ۲۳۴۶، ارواء الغلیل: ۱۲۰۸، صحیح الجامع: ۷۴۶۹

جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم خوب جما لیئے تو آپ ﷺ کو بقیہ احکام و شرائع اسلام مثلاً زکوٰۃ، حج، آذان، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کا حکم دیا گیا، اور ان امور پر آپ ﷺ نے دس برس گزارے، تب آپ ﷺ نے وفات پائی، مگر آپ ﷺ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔

❖ دینِ اسلام اور شریعتِ محمدیہ کا خلاصہ

نبی ﷺ کا دین (اسکا مختصر مگر جامع و مانع خلاصہ) یہ ہے:
بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ آپ ﷺ نے امت کو اس کی اطلاع نہ دی ہو، اور برائی کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس سے امت کو متنبّہ نہ کیا ہو۔

جس بھلائی کی طرف آپ ﷺ نے راہنمائی فرمائی ہے وہ توحیدِ باری تعالیٰ اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جو اس کی رضاء کے حصول کا ذریعہ ہے اور جس برائی سے آپ ﷺ نے روکا اور متنبّہ کیا ہے وہ شرک اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت (تمام لوگوں) کی طرف مبعوث کیا، اور ہر دو عالمِ جنّ و انس پر آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری فرض قرار دی ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الاعراف:۱۵۸)

”اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیئے، اے لوگو! میں تم سب (جنّوں اور انسانوں) کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دینِ اسلام کی تکمیل کی (دین و دنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تشنگی اور کمی باقی نہیں چھوڑی) جس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِيْتُ

﴿لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً﴾ (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لیئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند و قبول کرلیا ہے۔''

آپ ﷺ کے دنیا سے وفات پا جانے کی دلیل قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝﴾ (الزمر:۳۰-۳۱)

''اے نبی (ﷺ) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔''

تمام لوگ مرنے کے بعد (روزِ محشر جزاء وسزا کے لیئے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے، اور اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى ۝﴾

(طٰہ:۵۵)

''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔''

اور یہ ارشادِ ربانی بھی بعث بعد الموت کی دلیلِ قاطع ہے:

﴿وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا﴾ (نوح: ۱۷-۱۸)

''اور اللہ نے تمہیں زمین سے خاص طور سے پیدا کیا، پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور (قیامت کے روز پھر اسی زمین سے) تمہیں یکا یک نکال کھڑا کرے گا۔''

دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے حساب وکتاب لیا جائے گا اوران کے اعمال کے مطابق انہیں جزاوسزادی جائے گی۔جسکی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُ وْابِمَا عَمِلُوْاوَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْ بِالْحُسْنٰىo﴾ (النجم:۳۱)

”اورزمین اورآسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے،تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کوان کے عمل کا بدلہ دے اوران لوگوں کواچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔“

جس نے بعث بعدالموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے) کاانکارکیاوہ کافر ہوگیا۔جس کی دلیل یہ ارشادِربانی ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓااَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌo﴾ (التغابن:۷)

”کافروں نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے،ان سے کہو:نہیں میرے رب کی قسم!تم ضرور اٹھائے جاؤ گے،پھرضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیامیں) کیا کچھ کیاہے،اورایسا کرنا اللہ کے لیئے بہت آسان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو (نعیم جنت کی) بشارت دینے اور (عذابِ جہنّم) سے ڈرانے والے بنا کربھیجا تھا،جس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (النساء:۱۶۵)

”سارے رسول خوشخبری دینے والےاورڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھےتاکہ ان کومبعوث کردینے کے بعدلوگوں کے پاس اللہ کےمقابلہ میں

کوئی عذر نہ باقی رہے۔“

رسولوں میں سے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ﴾

(النساء: ۱۶۳)

”(اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جسطرح نوح (علیہ السلام) اور اُن کے بعد والے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔“ [۱۰]

ہر امت کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک رسول بھیجے ہیں جو اپنے امتیوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے اور طاغوت کی عبادت سے منع کرتے چلے آئے ہیں۔ اِس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

(النحل: ۳۶)

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اُس کے ذریعے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو“۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جنّ وانس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ تعالی پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ ”طاغوت“ کا تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں:

---

[۱۰] نبی اور رسول میں اہل علم نے تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ دونوں درجات کو الگ الگ قرار دیا ہے۔ ان علمی وتحقیقی بحثوں سے قطع نظر شیخ الاسلام نے جو لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول ہونے کی دلیل مذکورہ آیت ہے۔ اس پر اپنی تعلیقات میں معروف ازہری عالم شیخ محمد منیر الدمشقی نے لکھا ہے: ←

''جس کسی بھی باطل معبود (جس غیر اللہ کی عبادت کی جائے) یا متبوع (جس کی ایسے امور میں اتباع کی جائے جن میں اللہ کی معصیت ہو) یا مُطاع (جس کی اطاعت امورِ حلّت وحرمت میں اس طرح کی جائے کہ جس میں فرامینِ الٰہی کی مخالفت ہو) کی وجہ سے بندہ اپنی حدودِ بندگی (خالص عبادتِ الٰہی) سے تجاوز کر جائے وہی چیز ''طاغوت'' ہے، اور طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سرکردہ وسربرآوردہ پانچ ہیں:

① ابلیسِ لعین۔

② ایسا شخص جسکی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضا مند ہو۔

←.... ''اس آیت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے، بلکہ اس میں تو اللہ تعالیٰ نے صرف یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُسی طرح وحی نازل کی ہے جس طرح آپ سے پہلے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام وغیرہ پر وحی نازل کی تھی۔ اور اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بعض رسولوں کے قصّے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے قرآنِ کریم میں بیان فرما دیئے ہیں اور بعض کے بیان نہیں کئے۔ اور پھر ابن مردویہ کی بیان کردہ ایک حدیث ذکر کی ہے جسمیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر آیا ہے۔ (تعلیقات علّامہ محمد منیر الدمشقی علی الاصول الثلاثہ، ص۲۴، طبع مؤسسۃ الحرمین الخیریہ ودار القاسم الریاض) جبکہ اس حدیث کو اگرچہ امام ابن حبان نے اشارۃً صحیح کہا ہے۔ لیکن علّامہ ابن الجوزی نے اسے اپنی موضوعات (من گھڑت احادیث کے مجموعے) میں ذکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۷۷۹)

اور بعض صحیح احادیث سے بھی شیخ الاسلام کی بات کی ہی تائید ہوتی ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

((اَوَّلُ نَبِیٍّ اُرْسِلَ نُوْحٌ)) ''سب سے پہلے جس نبی کو رسالت دی گئی وہ (حضرت) نوح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

(ابن عساکر، مسند الفردوس دیلمی، صحیح الجامع: ۲۵۸۵، الصحیحہ: ۱۲۸۹)

اور شفاعتِ کبریٰ والی معروف وطویل حدیث میں بھی ہے کہ لوگوں کا وفد حضرت نوح رضی اللہ عنہ کے پاس جائے گا اور ان سے کہے گا:

((یَا نُوْحُ ! اَنْتَ اَوَّلُ الرَّسُلِ اِلَی الْاَرْضِ...)) ''اے نوح (رضی اللہ عنہ!) آپ زمین پر پہلے رسول تھے۔''

(صحیح مسلم ۱/ ۳۲۷، ترمذی: ۲۴۳۶)

پہلی حدیث کی سند میں ضُعف ہے، مگر دوسرے شاہد کی وجہ سے علّامہ البانی نے صحیح الجامع اور الصحیحۃ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ابوعدنان)

③ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو۔

④ جو شخص علمِ غیب جاننے کا دعوی کرتا ہو۔

⑤ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔

اور اس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْتَّبَيَّنَ الرُّشْدُمِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرہ : ۲۵۶)

”دین کے معاملہ میں زور زبردستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے، اور اللہ (جس کا سہارا اُس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔“

یہی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے) کا صحیح مفہوم و معنیٰ ہے۔ حدیثِ پاک میں ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعُمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [1]

”اس دین کی اصل چیز، اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ و مقام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

واللہ اعلم۔ تمت الاصول الثلاثة

---

[1] ترمذی ۱۳/۵ حدیث: ۲۶۱۶، ابن ماجہ ۱۳۹۴/۲ حدیث: ۳۹۷۳، مسند احمد ۲۳۱/۵، ۲۳۷، امام السیوطی نے الجامع الصغیر میں اسے صحیح اور علامہ المناوی نے اسکی شرح فتح القدیر میں اسے حسن کہا ہے۔

دوسرا رسالہ ❖ مختصر مسائلِ نماز

❖ شرائطِ قبولیتِ نماز

❖ قبولیتِ نماز کی نو شرطیں ہیں

① اسلام	② عقل	③ تمیز یا سنِّ شعور
④ رفعِ حدث یا وضوء	⑤ ازالہء نجاست	⑥ ستر پوشی
⑦ دخولِ وقت	⑧ استقبالِ قبلہ (قبلہ کی طرف منہ کرنا)	⑨ نیت

پہلی شرط ❖ اسلام

قبولیتِ نماز کی سب سے پہلی شرط اسلام ہے، جسکا عکس ومتضاد کفر ہے، جبکہ کافر کا ہر عمل مردود وغیر مقبول ہے، چاہے اس نے کوئی بھی عمل کیا ہو، اور اِس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ○﴾

(التوبة:۱۷)

’’مشرکین کا کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے خادم بنیں، درآں حالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔‘‘

اور دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا○﴾

(الفرقان:۲۳)

’’اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے، اسے لیکر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔‘‘

دوسری شرط ❖ عقل

قبولیتِ نماز کی دوسری شرط نمازی کا باہوش وحواس اور عقلمند ہونا ہے، جس کا متضاد جنون ودیوانگی ہے، اور دیوانہ و پاگل اس وقت تک مرفوع القلم (غیر مکلّف) ہے جب تک کہ اسے جنون و پاگل پن کے مرض سے افاقہ نہ ہو جائے۔اور اس کی دلیل یہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

((رُفِعَ ا لْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ ا لنَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَا لْمَجْنُوْنِ حَتَّى يَفِيْقَ وَا لصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ)) ۱۲

''تین آدمیوں (کے اعمال لکھنے) سے قلم اٹھالی گئی ہے سویا ہوا آدمی جب تک کے وہ بیدار نہ ہوجائے۔دیوانہ جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو جائے۔کم سن بچہ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہوجائے۔''

تیسری شرط ❖ تمیز یا سنِّ شعور

صحت وقبولیتِ نماز کی تیسری شرط نمازی کا سنِّ شعور یا عمرِ تمیز کو پہنچا ہوا ہونا ہے اور تمیز کا متضاد کم سنی و بچپنا ہے جسکی حد سات سال تک کی عمر ہے۔اس کے بعد اسے نماز کا حکم دیا جائیگا۔جس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((مُرُوْااَبْنَائَكُمْ بِا لصَّلٰوةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) ۱۳

''اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں بھی اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔اور اس عمر کے بعد

---

۱۲ مسند احمد ، ابو دائود ،نسائی ابن ما جه ، مستدرک حاکم ۱ / ۲۵۸ وصحّحه‘ووافقه الذهبی علی تصحیحه

۱۳ مسند احمد‘ ابو دا ئود‘ صحیحه الحاکم فی المستدرک و وافقه الذهبی ۱/ ۲۵۸

انہیں الگ الگ بستر پر سلاؤ۔''

چوتھی شرط ❖ رفعِ حدث یا وضوء کرنا

قبولیتِ نماز کی چوتھی شرط رفعِ حدث ہے جسے ہم وضوء کے نام سے پہچانتے ہیں جس کا موجب حدث (پیشاب' پاخانہ' خروجِ ہوا وغیرہ) ہے۔

❖ شرائطِ وضوء

وضوء کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں۔

① اسلام ② عقل ③ سنِّ تمیز ④ نیت ⑤ حکم نیت کی مصاحبت' کہ طہارت و وضوء مکمل ہو جانے تک وہ نیت کو قطع نہیں کریگا۔ ⑥ موجبِ وضوء کا انقطاع۔ ⑦ استنجاء یا ڈھیلے کا استعمال۔ ⑧ پانی کا پاک یا کم از کم مباح ہونا۔ ⑨ جو چیز (نیل پالش وغیرہ) پانی کو اعضاءِ وضوء تک پہنچنے سے روکے، اسکا ازالہ کرنا۔ ⑩ اگر کسی کو بیماری (سلسلِ بول وریح یا استحاضہ وغیرہ) کی وجہ سے مسلسل حدث کی شکائیت رہتی ہو تو اسکے لیئے کسی فرض نماز کے وقت کا دخول۔

❖ فرائضِ وضوء

❖ وضوء کے فرائض چھ ہیں

① منہ دھونا، کُلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی منہ دھونے میں شامل ہے۔ اور منہ کی حدودِ اربعہ اسطرح ہیں کہ طول میں پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں تک دھونا۔ ② دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔ ③ پورے سَر کا مسح کرنا، دونوں کانوں کا مسح کرنا بھی سَر کے مسح میں شامل ہے۔ ④ ٹخنوں تک دونوں پاؤں کو دھونا۔ ⑤ تمام اعضاءِ وضوء کو دھونے میں ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ ⑥ اعضاءِ وضوء کو دھونے میں تسلسل کو قائم رکھنا۔

☆ اِن میں سے پہلے چار فرائض کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْعَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَايُرِيْدُاللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدہ: ٦)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم سے کوئی حاجتِ ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اُسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اُس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔''

☆ ترتیبِ غسلِ اعضاء کی دلیل وہ حدیث ہے جسمیں ہے:

((اِبْدَءُ وْا بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ)) [۱۴]

''تم بھی اُسی سے ابتداء کرو جس سے اللہ نے ابتداء کی ہے''۔

[۱۴] مسلم مع النووی ۸/۱۷۰، ۱۹۶، ابوداؤد: ۱۹۰۵، ابن ماجہ: ۳۰۷۴، بیہقی: ۵/۷، ۹، دارمی ۲/۴۵، ۴۹، المنتقیٰ ابن الجارود: ۴۶۹، المنتخب من المسند لعبدبن حمید: ۱۱۳۵ اسوئے حرم: ۱۹۰

☆تسلسلِ غسلِ اعضاء کے شرط ہونے کی دلیل ''صاحبُ المعہ'' والی حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ جب آپ ﷺ نے ایک آدمی کے پاؤں پر ایک درہم کے برابر خشکی کی سفیدی دیکھی جسے پانی نہیں پہنچا تھا تو اسے نبی ﷺ نے دوبارہ وضوء کرنے کا حکم دیا۔

(☆اس حدیثِ مذکور کے اصل الفاظ جو حضرت ابوبکر و عمر سے ابن عمر رضی اللہ عنہم اور ان سے سالمؒ نے نقل کیے ہیں، یہ ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ وَ قَدْ تَوَضَّأَ وَبَقِيَ عَلىٰ ظَهْرِ قَدَمَيْهِ مِثْلَ ظُفُرِ اِبْهَامِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ (ﷺ) اِرْجِعْ فَاَتِمَّ وُضُوْئَكَ فَفَعَلَ)) (دار قطنی)

''ایک آدمی آیا جو وضوء کر چکا تھا مگر اس کے پاؤں پر انگوٹھے کے ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ واپس جا کر اپنا وضوء مکمل کرو تو اس نے ایسا ہی کیا۔''

اس آدمی کو پورا وضوء دہرانے کا حکم دینے سے معلوم ہوا کہ تسلسلِ غسلِ اعضاء لازمی شرط ہے ورنہ آپ ﷺ صرف یہی کہہ دیتے کہ جاؤ اور جا کر پاؤں دوبارہ دھولو تا کہ خشکی والی جگہ بھی تر ہو جائے۔ مگر اس طرح تسلسل حاصل نہیں ہوتا تھا لہذا پورے وضو کا حکم فرمایا۔☆)

❖ واجبِ وضوء

وضوء کا واجب، یاد ہونے کی صورت میں صرف تسمیہ (بِسمِ اللّٰہ) کہنا ہے۔

(☆وضوء کے شروع میں بِسمِ اللّٰہ کے وجوب کی دلیل یہ حدیث نبوی (ﷺ) ہے:

((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) [15]

''اس آدمی کی نماز نہیں جس کا وضوء نہیں اور اس کا وضوء نہیں جس نے اُس کے شروع میں بِسمِ اللّٰہ نہ کہی ہو۔''

[15] ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد۔ یہ حدیث حسن درجہ کی اور قابلِ استدلال ہے۔

ہاں! اگر بھول کر بِسْمِ اللّٰہ چھوٹ جائے تو اس پر بعض احادیث کی رو سے کوئی مؤاخذہ نہیں۔ البتہ عمداً نہیں چھوڑنی چاہیے۔☆)

❖ نواقضِ وضوء

نواقضِ وضوء (اُسے توڑنے والے امور) یا وہ اسباب جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے' وہ آٹھ ہیں:

① پاخانہ و پیشاب کی جگہوں سے کچھ نکلنا۔ ② جسم کے کسی حصہ سے کسی نجس چیز (پیپ وغیرہ) کا زیادہ مقدار میں بہہ نکلنا۔ ③ زوالِ عقل مثلاً (بے ہوش ہونا یا گہری نیند وغیرہ) کی حالت۔ ④ شہوت وخواہشاتِ نفس سے مغلوب ہوکر عورت کو چھونا۔ ⑤ اگلی یا پچھلی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا۔ ⑥ اونٹ کا گوشت کھانا۔ ⑦ میّت کو غسل دینا۔ ⑧ اسلام سے مرتدّ ہو جانا۔ (اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے)۔

(☆ ان نواقض میں سے عورت کو چھونے اور میّت کو غسل دینے کے ناقضِ وضوء ہونے میں اختلاف ہے۔ اور علاّمہ ابن بازؒ نے ''الدروس المھمۃ'' میں لکھا ہے کہ دلائل کی قوّت کے پیشِ نظر علماء کے صحیح تر قول کے مطابق یہ نواقضِ وضوء نہیں ہیں۔☆)

پانچویں شرط ❖ ازالۂ نجاست

قبولیتِ نماز کی پانچویں شرط یہ ہے کہ جسم' کپڑوں اور جانماز سے نجاست زائل کر کے انہیں دھوکر پاک کیا جائے۔ اِس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (المدّثر:۴)

''اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔''

چھٹی شرط ❖ ستر پوشی

صحت وقبولیّتِ نماز کی چھٹی شرط ستر پوشی ہے، اور تمام اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص ستر پوشی پر قادر ہونے کے باوجود ننگے بدن نماز ادا کرتا ہے تو اُس کی نماز فاسد و باطل

ہے۔مرد اور غلام عورت (کنیز) کی ستر پوشی کی حد ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے، اور آزاد عورت کا چہرے کے سوا (اور یہ بھی صرف نماز کی حد تک ہے) پورا جسم ہی شاملِ ستر ہے۔اور اس ستر پوشی کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف :۳۱)

''اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت (لباس) سے آراستہ رہو''۔

عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کا معنیٰ عِنْدَ کُلِّ صَلوٰۃٍ (ہر نماز ادا کرتے وقت) ہے۔

ساتویں شرط ❖ دخولِ وقت

شروطِ نماز میں سے ایک شرط نماز کے وقت کا دخول بھی ہے، جس کی ایک دلیل تو وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے اول اور آخر وقت میں امامت کرائی اور فرمایا:

((یَا مُحَمَّدُ! اِنَّ الصَّلٰوۃَ بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ)) [۱۶]

''اے محمد (ﷺ)! وقتِ نماز انہی دونوں وقتوں کے مابین ہے''۔

اور دوسری دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء: ۱۰۳)

''نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندیٔ وقت کے ساتھ اہلِ ایمان پر لازم کیا گیا ہے''۔

اور اوقاتِ نماز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ

[۱۶] ترمذی ، نسائی ، مسند احمد ، صحیح ابن حبان ، مستدرک حاکم اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس موضوع کی یہ صحیح ترین حدیث ہے۔

قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۷۸)

''نماز قائم کرو زوالِ آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو، فجر کا قرآن مشہود ہوتا ہے۔'' (اس میں شب و روز کے فرشتے حاضر و گواہ ہوتے ہیں)

آٹھویں شرط ❖ استقبالِ قبلہ

شرائطِ قبولیتِ نماز میں سے ہی نمازی کا قبلہ رو ہونا بھی ایک شرط ہے، جس کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ﴾ (البقرة : ۱۴۴)

''اے نبی (ﷺ)! یہ آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، لو ہم اُسی قبلے کی طرف آپ کو پھیر دیتے ہیں جسے آپ پسند کرتے ہیں مسجد حرام کی طرف رخ پھیر لو۔ اب جہاں کہیں تم ہو، اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو''۔

نویں شرط ❖ نیّت

نماز کی نیّت کرنا بھی اس کی صحت و قبولیت کی شرائط میں سے ہے۔ اور نیت کا مقام دل ہے اور زبان کے ساتھ نیت کے الفاظ (چار رکعت نماز ظہر وغیرہ) کا ادا کرنا بدعت و ناجائز ہے۔ نیت کے شرط ہونے کی دلیل یہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰی))[۱۷]

---

[۱۷] بخاری، مسلم و اصحاب السنن وغیرھم

''اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیئے وہی ہے جس کی اس نے (دل سے) نیت کی''۔

ارکانِ نماز

نماز کے چودہ ارکان ہیں:

1- قیام بشرطِ طاقت 2- تکبیرِ تحریمہ 3- سورۃ فاتحہ پڑھنا 4- رکوع کرنا 5- قومہ کرنا (رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کھڑے ہونا) 6- سات اعضاء پر سجدہ کرنا 7- اعتدال 8- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ) 9- تمام ارکان کی ادائیگی میں اطمینان 10- ترتیب 11- آخری تشہد (التّحیّات پڑھنا) 12- تشہّد پڑھنے کے لیئے بیٹھنا (قعدۂ ثانیہ) 13- نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا 14- دونوں طرف سلام پھیرنا۔

پہلا رکن ❖ قیام بشرطِ طاقت

اگر طاقت ہو تو قیام (کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھنا) نماز کا رکن ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ حقیقت بنیاد ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ o﴾

(البقرة : ۲۳۸)

''اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو' خصوصاً وسطی نماز (نمازِ عصر) کی اور اللہ کے آگے اس طرح کھڑے رہو جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں''۔

(☆ قیام کو طاقت کے ساتھ مقیّد کر دیا گیا ہے تاکہ بوڑھے ضعیف' کمزور و ناتواں اور مریضوں کو کھڑے ہونے سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ مگر جو لوگ صحتمند اور طاقتور ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز (سنن اور نوافل) ادا کرتے ہیں' ان کے لیئے درسِ عبرت اور لمحۂ فکریہ ہے۔☆)

دوسرا رکن ❖ تکبیرِ تحریمہ

نماز کا دوسرا رکن تکبیرِ تحریمہ (کانوں یا کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا) ہے جس کی دلیل یہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

((تَحْرِیْمُهَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ)) [18]

''نماز کی تحریم (گفتگو وغیرہ کا حرام ہونا) اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا اور اس کی تحلیل (گفتگو وغیرہ کا حلال ہونا) سلام پھیرنا ہے''۔

تکبیرِ تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح پڑھے جس کا پڑھنا سنت ہے' وہ دعاء یہ ہے:

((سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ))

''پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، تیرا نام اور تیری بزرگی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے''۔

❖ شرحِ مفردات

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ: اے اللہ! میں تیرے جلال کے شایانِ شان تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔

وَبِحَمْدِکَ: تیری ہر قسم کی حمد اور ثناء خوانی کرتا ہوں۔

وَتَبَارَکَ اسْمُکَ: برکت تیرے ہی ذکر سے حاصل ہوتی۔

وَتَعَالٰی جَدُّکَ: تیری عظمت بہت بلند و بالا ہے۔

وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ: اے اللہ! اس ارض و سماء میں تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

اس کے بعد یہ تعوّذ پڑھے: **((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ))**

''میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

---

[18] مسند شافعی، احمد، بزار، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه، مستدرک حاکم (وصحّحهٗ) وصحیح ابن السکن

❖ شرحِ مفردات

اَعُوۡذُبِاللّٰهِ: اے اللہ! تیرا سہارا او پناہ لیتا ہوں، تجھ سے التجا کرتا ہوں، تیرے ہی فضل واحسان کے بل بوتے پر گناہوں سے بچتا ہوں۔

مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ : (اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں) شیطان سے، جو اللہ تعالیٰ کے دربار سے دھتکارا ہوا اور اس کی رحمتوں سے دور کردیا گیا ہے کہ وہ (شیطان) میرے دینی معاملات یا دنیاوی امور میں مجھے کسی قسم کا ضرر ونقصان پہنچائے۔

تیسرا رکن ❖ سورۃ فاتحہ پڑھنا

نماز کا تیسرا رکن ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہے،اور اِس کا ثبوت اِس حدیثِ نبوی ﷺ میں موجود ہے:

((لَا صَلٰوۃَ لِمَنۡ لَّمۡ یَقۡرَأۡ بِفَاتِحَةِ الۡکِتَابِ))(صحیح بخاری وغیرہ)

''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی''۔

اورسورۃ فاتحہ قرآنِ کریم کی اصل (ام القرآن) ہے۔

اَعُوۡذُبِاللّٰهِ..... کے بعد حصولِ برکت واستعانت کے لیئے یہ کہے:

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

اس کے بعد یہ سورۃ فاتحہ پڑھے :

﴿ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ o اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ o اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ o صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ o ﴾ آمین

''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، روزِ جزاء کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے ہیں''۔

❖ شرحِ مفردات

اَلْحَمْدُ : تعریف وثناء، اَلْحَمْدُ کا الف لام ہر قسم کی حمد وثناء کے استغراق کے لیئے ہے۔ البتہ وہ حسین وجمیل آدمی یا چیز جس کا اپنی اُس خوبی (حسن وجمال) میں اپنا کوئی عمل دخل نہ ہو (بلکہ یہ سب خالق کی دین ہو) ایسی خوبی پر اس کی تعریف وثناء بیان کرنا مدح کہلاتا ہے نہ کہ حمد۔

الرَّبُّ : لائقِ عبادت، پیدا کرنے اور رزق پہنچانے والا، کائنات کا مالک، جہان میں تصرّف کرنے اور کاروبارِ عالَم کو چلانے والا اور اپنی نعمتوں کے ساتھ تمام مخلوقات کو پالنے والا۔

اَلْعَالَمِیْنَ : اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ جہاں یا عالَم (عالَمین کا مفرد) ہے، اور اللہ تعالیٰ تمام عالَموں کا رب ہے۔

الرَّحْمٰنُ : بلا تخصیص مؤمن وکافر، تمام مخلوقات پر رحمتیں نازل کرنے والا۔

الرَّحِیْمُ : بطورِ خاص صرف مؤمنوں پر رحمتیں نازل کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے مؤمنوں کے ساتھ خصوصی طور پر رحیم ومہربان ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۴۳)

''اور اللہ تعالیٰ (بروزِ قیامت) مؤمنوں کے ساتھ بڑا رحیم ومہربان ہوگا''۔

یَوْمُ الدِّیْنِ: جزاء وحساب کا دن، جس دن ہر کسی کو اُس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا، اگر اچھا عمل کیا ہوگا تو اچھا بدلہ اور انعام واکرام دیا جائے گا اور اگر برا عمل کیا ہوگا تو اس کا برا بدلہ اور سزا وعذاب دیا جائیگا۔ اور اس یومِ حساب کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَا اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ

لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴾

(الانفطار : ۱۷۔۱۹)

''اور تم کیا جانتے ہو کہ وہ جزاء کا دن کیا ہے؟ ہاں تمہیں کیا خبر ہے کہ وہ جزاء کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔ اور حکم اُس روز صرف اللہ ہی کا ہوگا۔''

اور حدیثِ شریف میں رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْکَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْاَمَانِيِّ)) [19]

''دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس کا ہر پل محاسبہ کرتا رہے اور اُخروی زندگی کے لیئے نیک عمل کرے اور عاجز و ناداں وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا غلام بنا دیا اور اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم اور مغفرت کی امیدیں لگائے (عملِ صالح سے خالی دامن) بیٹھا رہا''۔

اِيَّاکَ نَعْبُدُ : اے میرے اللہ! ہم تیرے سوا کسی کی قطعاً عبادت نہیں کرتے۔ یہ اللہ اور بندہ کے مابین ایک عہد و پیمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے اور نہ کرے گا۔

وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ: یہ بھی اللہ اور بندے کے مابین ایک معاہدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد کا طلبگار رہتا ہے اور نہ ہوگا۔

اِهْدِنَا: ہماری راہنمائی کر، ہمیں ہدایت عطا فرما اور اس پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

الصِّرَاطُ: دینِ اسلام، اس کا معنیٰ ''رسول'' بھی بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح ہی اس سے مراد

[19] ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم. امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، لیکن علّامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں انکی موافقت نہیں کی۔

’’قرآنِ کریم‘‘ بھی لیا گیا ہے اور یہ سبھی معانی حق و درست ہیں۔

اَلْمُسْتَقِیْمُ : جس میں کوئی کجی اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ : اُن لوگوں کا راستہ جن پر انعام کیا گیا۔ ماضی میں انعام یافتہ لوگوں کے وجود کی دلیل یہ ارشادِ خالقِ کائنات ہے:

﴿مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا﴾ (النساء:۶۹)

’’جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے، وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدّیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ اور کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں‘‘۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ : (ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا) ان سے مراد یہودی ہیں، جن کے پاس علم تو تھا مگر انہوں نے اُس پر عمل نہ کیا۔ اللہ تعالی سے دعاء کریں کہ اُن کے راستے سے محفوظ رکھے۔

وَلَا الضَّآلِّیْنَ : (اور نہ گمراہوں کا راستہ) ان سے مراد عیسائی ہیں، جو جہالت و گمراہی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ اُن کے راستے سے بھی محفوظ رکھے۔

سابقہ زمانہ میں گمراہی کے وجود کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًاo اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًاo﴾

(الکھف : ۱۰۳۔۱۰۴)

’’اے نبی! ان سے کہو: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے

زیادہ ناکام ونامراد کون لوگ ہیں؟ وہ کہ دنیاوی زندگی میں جنکی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ سب کچھ ٹھیک کررہے ہیں۔''

اور یہودونصاریٰ کے بارے میں یہ حدیثِ رسالت مآب ﷺ بھی دلیل ہے:

((لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتَّى لَوْدَخَلُوْا جُحْرَضَبٍّ لَدَ خَلْتُمُوْهُ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصارىٰ قَالَ فَمَنْ؟)) (بخاری و مسلم)

''تم یقیناً اس سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے راستے (عادات) کو بعینہ اپناؤ گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کی بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گزرے ہوئے لوگوں سے آپ کی مراد یہودی وعیسائی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نہیں تو اور کون ہیں؟''۔

(☆معنیٰ یہ ہے کہ یہ اُمت اہلِ کتاب کے کرتوت اپنا لے گی۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گوہ کی بل میں داخل ہونے کا اصل واقعہ یہ ہے کہ سانپ اپنی بل خود نہیں بناتا بلکہ گوہ کی بنی بنائی بل سے اس کو نکال کر زبردستی خود اس میں ڈیرہ لگا لیتا ہے جو اُس کے گوہ پر ظلم کی انتہائی بھیانک شکل ہے، یہی وجہ ہے کہ سانپ کا ظلم ضرب المثل بن گیا اور ظالم کے بارے میں کہا جانے لگا کہ فلاں آدمی ''اَظْلَمُ مِنَ الْحَيَّةِ'' سانپ سے بھی زیادہ ظالم ہے۔☆)

ایک دوسری حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدىٰ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَ افْتَرَ قَتِ ا لنَّصارىٰ عَلىٰ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ هَذِهِ الْاُ مَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَافِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قُلْنَا مَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ :مَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ مَاأَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ)) [۲۰]

''یہودا کہتّر فرقوں میں بٹ گئے اور عیسائیوں کے بہتّر فرقے بن گئے اور یہ امتِ محمدیہ تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی ۔ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔'' (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ہم نے پوچھا کہ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جن کا عمل اس طرح کا ہوگا جس طرح کا (آج) میرا اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔''

چوتھا رکن ❖ رکوع

نماز کا چوتھا رکن ''رکوع'' ہے۔

پانچواں رکن ❖ قومہ

نماز کا پانچواں رکن ''قومہ'' (رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہونا) ہے۔

چھٹا رکن ❖ سجدہ

نماز کا چھٹا رکن ''سات اعضا پر سجدہ کرنا'' ہے۔

ساتواں رکن ❖ اعتدالِ اعضاءِ جسم

نماز کا ساتواں رکن اعتدالِ اعضاءِ جسم ہے۔

(☆ اعتدال سے مراد رکوع وغیرہ سے اٹھنے کے بعد تمام اعضائے جسم کو اعتدال پر لانا ہے کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ معتدل ہو جائے۔

قارئینِ کرام! اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو رکوع سے اٹھتے وقت سر کو صرف برائے نام اوپر کو جھٹکا دیتے اور پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں وہ نماز کے اس مستقل رکن کو پورا نہیں کر پاتے اور خواہ مخواہ جلد بازی میں اپنی نماز کو ناقص بلکہ باطل کر لیتے ہیں اور

[۲۰] ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

تقریباً یہی انداز دوسجدوں کا ہوتا ہے حالانکہ دونوں جگہ پر اعتدال واطمینان مطلوب ہے۔☆)

آٹھواں رکن ❖ جلسہ

نماز کا آٹھواں رکن ''دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا'' (جلسہ) ہے۔

رکوع اور سجدوں کے رکن ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾ (الحج:۷۷)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع اور سجدہ کرو۔''

اور سات اعضاء پر سجدہ کی دلیل یہ ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ)) (بخاری ومسلم)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کیا کروں''۔

(☆ وہ سات اعضاء یہ ہیں: ۱۔ چہرہ (ناک و پیشانی) ۲،۳۔ دونوں ہاتھ ۴،۵۔ دونوں پاؤں ۶۔۷ دونوں گھٹنے۔☆)

نواں رکن ❖ اطمینان

نماز کا نواں رکن ''تمام افعال کی ادائیگی میں مکمل اطمینان'' ہے۔

دسواں رکن ❖ ترتیب

نماز کا دسواں رکن ''تمام ارکان کی ادائیگی میں ترتیب'' ہے۔

❖ دلائلِ ارکانِ سابقہ

گزشتہ دس ارکان کی مشترکہ دلیل یہ حدیثِ رسالت مآب ﷺ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اور ''حدیثُ المسئی'' کے نام سے معروف ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَا لنَّبِيِّ ﷺ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَعَلَهَا ثَلَاثاً ثُمَّ

قَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ نَبِیاً لَا اُحْسِنُ غَیْرَ هٰذَا عَلِّمْنِیْ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِماً ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِساً ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّهَا)) (بخاری، مسلم)

''ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور آ کر نبی اکرم ﷺ کو سلام کہا' آپ ﷺ نے فرمایا: لوٹ جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو' تم نے نماز پڑھی ہی نہیں' تین مرتبہ اُس نے ایسے ہی نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے اسے دوبارہ سہ بارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا' تو بالآخر اس آدمی نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے' میں اس سے اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا' آپ مجھے صحیح طریقۂ نماز سکھلا دیں' آپ ﷺ نے اسے کہا:

''جب آپ نماز کے لیئے کھڑے ہوں تو تکبیر تحریمہ کہیں، پھر قرآن پاک سے جو کچھ یاد ہو (سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت) وہ پڑھیں، پھر رکوع کریں یہاں تک کہ آپ رکوع کی حالت میں خوب مطمئن ہو جائیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں یہاں تک آپ اعتدال کے ساتھ اچھی طرح سیدھے کھڑے ہو جائیں، پھر سجدہ کریں یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں خوب مطمئن ہو جائیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں یہاں تک کہ آپ خوب اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں (تب دوسرا سجدہ کریں) اس کے بعد اپنی پوری نماز (تمام رکعتوں) میں ایسے ہی کریں''۔

گیارہواں رکن ❖ آخری تشہّد پڑھنا

نماز کا گیارہواں رکن آخری تشہد (التّحیّات پڑھنا) ہے، یہ فرض رکن ہے۔ جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تشہد کے فرض ہونے سے پہلے ہم یہ کہا کرتے تھے:

((اَلسَّلَامُ عَلٰی اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰی جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ))

''اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو اور جبرائیل اور میکائیل پر بھی سلام ہو''۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

'' اَلسَّلَامُ عَلٰی اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ نہ کہا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام (سلامتی والا) ہے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان کلمات کی بجائے یہ کہا کرو:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ))

(بخاری و مسلم)

''ہر قسم کی زبانی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیۓ ہیں اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول (بھیجے ہوئے) ہیں''۔

❖ شرحِ مفردات

اَلتَّحِيَّاتُ: ملکیت و استحقاق کے لحاظ سے ہر قسم کی تعظیم صرف اللہ تعالی کے لیۓ ہے مثلاً جھکنا، رکوع کرنا سجدہ کرنا، اور بقاء و دوام وغیرہ اور ہر ادا و عمل جس سے پروردگارِ کائنات کی تعظیم ہوتی ہے وہ صرف اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے۔ اور جس شخص نے اِن امورِ تعظیم میں سے کوئی امر بھی

کسی غیر اللہ (نبی، ولی، پیر و مرشد وغیرہ) کے لیئے روا رکھا، وہ مشرک و کافر ہے۔

اَلصَّلَوَاتُ: اسکا معنیٰ ہر قسم کی دعاء و پکار ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نمازِ پنجگانہ ہے۔

اَلطَّيِّبَاتُ: اللہ تعالیٰ خود پاک وطیّب ہے۔اور وہ صرف پاک وطیب اقوال واعمال کو ہی قبول کرتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ: اِن کلمات کے ساتھ آپ نبی ﷺ کے لیئے سلامتی اور رحمت وبرکت کے دعاء وپکار کرتے ہیں۔

اور جس کے لیئے دعاء وپکار کی جائے، اُسی کی ذات کو تو مصائب ومشکلات میں اللہ کے ساتھ پکارا نہیں جا سکتا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ: اِن کلمات کے ساتھ اپنے آپ کیلیئے ارض وسماء کے تمام نیک وصالح بندوں کے لیئے دعاء وپکار کی جاتی ہے **اَلسَّلَامُ** ایک دعاء ہے جو نیک لوگوں کیلیئے کی جاتی ہے اور پھر اُنہی کی ذات کو تو (مشکلات میں) اللہ کے ساتھ پکارا نہیں جا سکتا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ: ان کلمات کے ساتھ آپ یقینی شہادت وگواہی دیتے ہیں کہ ارض وسماء میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو عبادت کی حقیقی مستحق ہو۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ: اور آپ یہ شہادت بھی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اُن کی عبادت نہیں کی جا سکتی، اور وہ اللہ کے رسول ہیں، اُن کے منصبِ رسالت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ بلکہ ان کی اطاعت واتّباع کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اُنہیں عبودیّت (بندہ ہونے) کا لقب عطا فرما کر شرفِ عظیم سے نوازا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے لقب ''بندہ'' کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا٥﴾ (الفرقان: ۱)

''نہایت متبرّک ہے وہ جس نے یہ فرقان (قرآن پاک) اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لیۓ خبردار کردینے والا ہو''۔

بارہواں رکن ❖ قعدۂ ثانیہ کرنا

نماز کا بارہواں رکن تشہّد کے لیۓ بیٹھنا یعنی قعدہ ثانیہ یا جلسۂ ثانیہ کرنا ہے (☆ جبکہ دو رکعتوں کے بعد والے تشہّد کے لیۓ بیٹھنا ''قعدۂ اُولیٰ'' واجباتِ نماز میں سے ہے، رکن نہیں۔☆)

تیرہواں رکن ❖ درودِ شریف پڑھنا

نماز کا تیرہواں رکن نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہے، جو یہ ہے۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ)) (صحیح بخاری)

''اے اللہ! حضرت محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل پر رحمت بھیج جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر رحمت بھیجی، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر برکت بھیج جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر برکت بھیجی، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے''۔

❖ شرح کلمہ صلوٰۃ

صلوٰۃ (درود شریف) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ ملاءِ اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی ثناء و تعریف کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ابوالعالیہ سے یہ کلمات نقل کیۓ ہیں:

((صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُ ہٗ عَلٰی عَبْدِہٖ فِیْ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی))

(صحیح بخاری)

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اُس کا ملاءاعلیٰ میں اپنے بندے کی تعریف کرنا ہے''۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا معنٰی رحمت نازل کرنا ہے) جبکہ پہلا معنٰی ہی زیادہ صحیح ہے۔

جب صلوٰۃ فرشتوں کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ استغفار اور طلبِ بخشش ہوتا ہے اور جب صلوٰۃ آدمیوں کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ دعاء ہوتا ہے۔

وَبَارِکْ سے لیکر آخر تک سُنَنِ اقوال وافعال ہیں۔

چودھواں رکن ❖ سلام پھیرنا

نماز کا چودھواں رکن (التحیات' درودِ شریف اور دعاء کے بعد) دونوں طرف سلام پھیرنا ہے۔

(☆اس چودھویں رکن کا ذکر مؤلّف نے شروع میں ہی کر دیا ہے اور آخر میں نہیں کیا، جبکہ ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے یہاں دوبارہ ذکر کر دیا ہے اور اس کی دلیل رسولِ عربی ﷺ کی وہ حدیث ہے جو دوسرے رکن کے تحت مذکور ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں:

((تَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَ تَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ))

اور اسکا ترجمہ وحوالہ جات وہیں گزر چکے ہیں۔☆)

❖ واجباتِ نماز

نماز کے واجبات آٹھ ہیں۔

۱۔تکبیرِ تحریمہ (جو کہ رکن ہے اُس) کے سوا باقی تمام تکبیریں۔

۲۔رکوع کی حالت میں یہ کہنا: **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ** ''پاک ہے تو اے اللہ عظمت والے!''

۳۔امام ومنفرد کا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے یہ کہنا: **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ** " اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی حمد بیان کی"۔

۴۔اس کے بعد (امام ومقتدی اور منفرد) سب کا یہ کہنا: **رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ** "اے ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیئے ہے"۔

۵۔دونوں سجدوں میں یہ کہنا: **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى** "پاک ہے تو ایسے میرے بلند وبالا رب"۔

۶۔دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر یہ دعاء کرنا: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ (وَارْحَمْنِيْ وَ اهْدِنِيْ وَ عَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)** "اے میرے رب! مجھے بخش دے (مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے عافیت میں رکھ اور مجھے رزق عنایت فرما"۔)

۷۔پہلا تشہّد پڑھنا (دعاء سے پہلے والا التحیّات جو دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔)

۸۔پہلے تشہّد کے لیئے بیٹھنا (قعدۂ اولیٰ کرنا)

❖ ارکان وواجبات کا فرق

ارکان وہ ہیں جن میں سے اگر کوئی ایک رکن بھی بُھول کر چھوٹ جائے یا جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اُس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

اور واجبات وہ ہیں کہ جن میں سے اگر کوئی ایک بھی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اگر دانستہ نہیں بلکہ بُھول چُوک سے چُھوٹ جائے تو اس کی کمی کو سجدۂ سہو (نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے قبل دو سجدوں) سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم (تمّت شروط الصلوٰۃ وواجباتها وارکانها)

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین،

ترجمان سپریم کورٹ الخبر ۱۹۵۲-۳

وداعیہ متعاون مراکزِ دعوت وارشاد، الخبر، الظہران، الدمام (سعودی عرب)

توحید پبلیکیشنز کا پیغام

☆امت مسلمہ کے نام☆

☆مذہبی تعصّب، مسلکی عناد اور فرقہ واریت قوم کیلئے زہر ہیں، اِن سے بالاتر ہو کر خالص قرآنِ کریم اور سنّتِ صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دورِ حاضر کے علماء وفقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆دعوت و تبلیغِ دین میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال وحرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو تو نہ کمزور کردیں۔

☆جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

☆اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو "**توحید پبلیکیشنز**" کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے اور اسکا تعاون کیجئے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرزِ فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزیّن پائیں گے۔ اِن شآء اللہ

DEEN KE TEEN AHAM USOOL

MAYE MUKHTASAR MASAIL E NAMAZ

URDU 10

PUBLISHED BY

TAWHEED PUBLICATIONS

BANGALORE

AHYA MULTI-MEDIA

MUMBAI